ملی یکجہتی کونسل کے مضرات

اس وقت مملکت خداداد پاکستان کے اضطراب اور انار کی کی جو کیفیت ہے وہ ہر صاحب بصیرت و شعور کے سامنے عیاں ہے۔ دیہی زندگی ہو یا شہری، بلاامتیاز حیات انسانی غیر یقینی کیفیت سے دوچار ہے۔ وہ بلاد کہ جنکے متعلق یہ تصور تھا کہ یہ امن کا گہوارہ ہیں آج وہ بلادریغ آتشیں اسلحہ کے استعمال کے باعث مقتل انسانی کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ احترام انسانیت کا تصور قصۂ پارینہ کی طرح طاق نسیاں کی زینت بن چکا ہے۔ آخر ان ہولناک مناظر کا پس منظر کیا ہے؟ فرنگی آقاؤں کی دانشکدہوں میں شریعت بےزار تعلیم حاصل کرنے والے افراد اور سیاسی گرگے یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ اس تمام شروفساد کا سرچشمہ مذہبی تناؤ کی تنگ نظری اور فرقہ واریت ہے۔

سوفسطائیت گزیدہ اور گم کردہ راہ ہدایت، فرقہ کا اصول ہے کہ کذب بیانی اس کثرت سے کرو کہ لوگ تمہاری خلاف حقیقت بات کو مبنی بر حقیقت تصور کریں۔ اس وقت ہمارے سیاستدان اسی نظریہ پر عمل پیرا ہیں۔ کیا پی پی پی اور مسلم لیگ کا تصادم اور ہوس اقتدار کی رسہ کشی فرقہ واریت ہے؟ صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی سے اجلاسوں میں آئے دن حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا ایک دوسرے کے خلاف حیاسوز اور اخلاق سے گرے ہوئے جملوں اور گالی گلوچ کا تبادلہ، کیا یہ بھی مذہبی تناؤ ہے؟ کیا کوئی سیاسی دانشور یہ بتا سکتا ہے کہ پاکستان کا دو نیم ہونا کسی مذہبی فرقہ کے تناؤ کا ثمرہ ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس تمام بگاڑ اور فتنہ وفساد کا سرچشمہ سیاسی تصادم اور ہوسِ اقتدار کی دوڑ کا عملِ مسابقت ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ پاکستان میں مذہبی فضا تنافر کے جراثیم سے آلودہ۔ لیکن ملک کی تباہی و بربادی اور امن و سکون کی غارتگری کو مذہبی منافرت سے وابستہ کرنا حقیقت کے خلاف ہے۔ پھر بھی اس مذہبی تنافر کو ختم کرنے کے لئے، مذہبی رہنماؤں نے ہر زمانہ میں کوشش کی ہے۔ آج سے کچھ عرصہ قبل مولانا عبدالستار نیازی نے اس مذہبی تنافر کے خاتمہ کے لئے

"اتحاد ملت کے لئے ۱۴ نکاتی فارمولا"

کے عنوان سے ایک تجویز پیش کی تھی۔ نیازی صاحب کی اس اتحادی تجویز کا دائرہ عمل دیوبندی بریلوی اور اہلحدیث حضرات کے اختلافات کو محیط تھا۔ مولانا نیازی صاحب کے اس فارمولا کو ناقص تصور کرتے ہوئے مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی نے ان الفاظ کے ساتھ اس پر تبصرہ کیا۔

مولانا عبدالستار نیازی کے فارمولے کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ اتحاد ملت کا وسیع مقصد اس فارمولے کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس میں صرف مذہبی فرقوں اور وہ بھی دیوبندی، اہل حدیث اور بریلوی۔ صرف تین فرقوں کے اتحاد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے حالانکہ ان فرقوں کے باہمی اختلافات سے

زیادہ ملک کے امن و امان اور سکون کے برباد کرنے کا ذریعہ وہ اختلاف ہے جو اہل تشیع اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان ہے جسکی وجہ سے فسادات و تنازعات رونما ہو کر ملکی سطح پر امن و امان کا مسئلہ پیدا کر رہے ہیں مگر اس فارمولے میں ان فسادات اور اختلافات کے حل کی طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی اس لئے یہ فارمولا صرف مذہبی فرقوں کے اتحاد کی حد تک بھی کوئی جامع نظام عمل پیش نہیں کرتا۔ ترمذی صاحب کے اس جذبۂ وسیع الظرفی کے پیش نظر ہم نے اپنے ایک مضمون کے ذریعہ اس وقت سوال کیا تھا کہ آپ کسی ایسے مرکز ثقل کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ جسکی بنیاد پر اہل سنت اور روافض کے درمیان اتحاد ہو سکتا ہو جبکہ روافض اور اہل سنت کے درمیان بنیادی عقائد کا تضاد ہے اور سب سے پہلے جس فرقہ نے اسلام کے خلاف حزب اختلاف کا کردار ادا کیا ہے وہ روافض ہی ہیں۔

اس کے بعد جمیعت علماء اسلام فضل الرحمن گروپ کے پارلیمانی لیڈر مولانا محمد خاں شیرانی نے ایک موقعہ پر روافض کے ساتھ اتحاد کرنے کا یہ مظاہرہ کیا کہ ایک محترق رافضی کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ مولانا کے اس غیر شرعی قبیح کردار پر باحمیت افراد کی جانب سے جب گرفت کی گئی تو بجائے اس کے کہ اعتراف جرم کر لیتے آپ نے ان لوگوں کے خلاف زبان طعن و تشنیع دراز کرنا شروع کر دی۔ صحابہ و ازواج مطہرات کی توہین کرنے والوں کی اس توقیر کے باعث شیرانی صاحب اس طرح قعر ذلت میں حیات مستعار کے لمحات بسر کر رہے ہیں کہ ان کا وجود ہی باعث عبرت ہے۔ اب حال ہی میں بعض علماء کرام نے فرقہ واریت کے استیصال اور قیام امن کے لئے بیس جماعتی اتحاد سے "ملی یکجہتی کونسل" کے عنوان سے ایک انجمن تشکیل دی ہے اس کونسل میں مختلف عنوانات سے روافض کی پانچ انجمنیں شریک ہیں۔ رفض و سبائیت کی تحریک کو ملت کے فرقوں میں شمار کرنا اصولی غلطی ہے کیونکہ یہ ایک سیاسی تحریک ہے جو کہ عبداللہ بن سبا یہودی کی اسلام کے خلاف زیر زمین سازش کا نتیجہ ہے اور پولوس یہودی کی عیسائیت کے خلاف سازش کا چربہ ہے۔ اس کو ملت اسلامیہ میں شمار کرنا سنگین نوعیت کی غلطی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد اور سبائیت کے بنیادی عقائد کے درمیان تضاد ہے۔ بنیادی عقائد میں سے کوئی ایسا عقیدہ نہیں جسکو مرکز ثقل کی حیثیت حاصل ہو۔ ان کا تصور خلافت بھی اسلام کے تصور خلافت سے متضاد ہے۔ اس لئے کہ ان کے تصور کی بنیاد "ولایت فقیہ" جیسے ملحدانہ نظریہ پر مبنی ہے اور روافض کے نزدیک ولایت فقیہ کا مطلب یہ ہے کہ "المہدی المنتظر" کی غیبت کبریٰ کے زمانہ میں شیعہ مجتہدین کی ذمہ داری اور ان کا فرض ہے کہ وہ امام آخر الزمان یعنی امام غائب کے نائب اور قائم مقام ہونے کی حیثیت سے نظام حکومت حاصل کرنے کی جدوجہد کریں اور جب اس طرح کسی مجتہد کو نظام حکومت حاصل ہو جائے تو اس کی حیثیت امام ہی کی طرح واجب الاطاعت ہو گی۔ اور اسلام کا تصور خلافت یہ ہے کہ خلیفہ وقت شرعی احکام کے نفاذ میں نبی کریم ﷺ کا نائب ہوتا ہے۔

الخلافۃ هی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم

یہ وخلافتہ ارکان الاسلام والصیام بالجہاد و مایتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلتہ واعطائہم من الفئی والقیام بالقضاء واقامتہ الحدود ورفع المظالم والامربالمعروف والنہی عن المنکر نیابتہ عن النبیؐ (ازالتہ الخفاء ج۱ ص۲)

ترجمہ:۔ خلافت ایک ایسی ریاست عامہ ہے جس سے مقصود احیاء علوم دینیہ کے ساتھ اقامت دین اور ارکان اسلام کا قائم کرنا اور جہاد کا قیام اور جہاد کے متعلق جو امور ہوں جیسے لشکروں کی ترتیب، مجاہدین کے مشاہرات کا تقرر اور مال فئی سے ان کو حصہ دینا، قاضیوں کا تعین اور اقامت حدود اور مظالم کا انسداد، نیکی کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا۔ خلیفہ وقت امور خلافت کی نجام دہی میں نبی کریم ﷺ کا نائب ہوگا۔

اسلام کے تصور خلافت اور روافض کے تصور خلافتہ کے درمیان جب موازنہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک "الامام المنتظر" نبی کریم ﷺ کے منصب پر فائز ہے۔ اور یہ تصور صراحتہً عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے۔

"ملی یکجہتی کونسل" کا ضابطہ اخلاق سترہ شقوں پر مشتمل ہے۔ اس کی شق نمبر ۴ کے سیکشن (الف) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و حرمت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور آنحضور ﷺ کی کسی طرح کی توہین کے مرتکب فرد کے شرعاً وقانوناً موت کی سزا کا مستحق ہونے پر ہم متفق ہیں سیکشن (الف) کی یہ عبارت روافض کی ان تمام روایات اور عبارات کو محیط ہے جن میں نبی کریم ﷺ کی توہین کے جرم قبیح کا ارتکاب کیا گیا ہے خصوصاً زمانہ حال کے ان کے انقلابی لیڈر۔ خمینی خذلہ اللہ ولعنہ کی وہ عبارات جو کہ اس کی کتاب "الحکومت الاسلامیہ" میں الولایت التکونیتہ" کے زیر عنوان ہیں۔ کیا روافض ضابطہ اخلاق کی اس شق کے پیش نظر اپنے ان آئمہ ضلال وذلت اور خصوصاً خمینی کی ان عبارات سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے ان لوگوں پر توہین رسالت کے جرم کا حکم ثبت کرتے ہیں کہ نہیں؟

اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہوگا تو پھر ان مقتدر علماء کرام سے سوال ہے جنہوں نے ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کیا ہے کہ روافض کے اس انحراف کے بعد کونسل میں ان کی شرکت کے استحقاق کی کیا حیثیت باقی ہے؟

اور پھر اسی شق کے سیکشن (ب) میں ہے کہ

عظمت صحابہ کرام اور خلفاء راشدین ایمان کا جزہے۔ ان کی تکفیر کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ان کی توہین و تنقیص حرام اور قابل مذمت وتعزیر جرم ہے۔"

اس شق کے متعلق مرید عباس یزدانی (سپاہ محمد) کا بیان ہے کہ "ہم اس کو نہیں مانتے"

اور غلام رضا نقوی کا بیان ہے کہ

"خلفائے راشدین" کے الفاظ حذف کئے جائیں ورنہ ملی یکجہتی کونسل کا بائیکاٹ کریں گے"

ان عنادی بیانات کے بعد بھی اس ضابطۂ اخلاق کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ اور پھر ضابطۂ اخلاق کی اسی شق پر ہم پھر ان الفاظ کو دھراتے ہیں کہ روافض کی جن کتب میں صحابہ کرام اور خلفاء راشدینؓ کی تکفیر کی گئی ہے، وحدۃ اسلامی میں شریک ہونے والے یہ رافضی کیا ان عبارات سے براءۃ کا اظہار کرتے ہوئے صحابہ کی تفسیق و تکفیر کرنے والے ان زنادقہ پر تکفیر کا حکم ثبت کرتے ہیں کہ نہیں؟

اور شق نمبر ۵ میں ہے کہ

ایسی ہر تقریر و تحریر سے گریز و اجتناب کیا جائے گا جو کسی بھی مکتب فکر کی دل آزاری اور اشتعال کا موجب بن سکتی ہے۔

اس شق کے پیش نظر روافض کی اختراع کردہ اذان ممنوع ہونی چاہیئے لیکن ابھی تک اس شق پر عمل نہیں ہوا۔ وہ ضابطۂ اخلاق ہی کیا ہوا جس پر وہ شریک کہ جنکی تمام تر مصروفیات ہی تخریب کاری اور فتنہ انگیزی پر مبنی ہوں، عمل پیرا نہ ہو۔ حیرت و استعجاب ہے ان مقتدر علماء پر جو اپنی اس ناکامی کے باوجود اپنے آپ کو کامیاب تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ اس اذان میں "علی خلیفۃ بلافصل" کا کلمہ ایک خلاف حقیقت اعلان ہے اور اس میں تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف ایک غاصبانہ فعل کی نسبت کی جاتی ہے اور اس طرح کا یہ جھوٹا اور صحابہ کی طرف غاصبانہ فعل کی نسبت کرنے والا اعلان مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال کا موجب ہے۔ اس لئے کہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی خلافت، خلافت بلافصل ہے اور اسکی حقانیت اور صداقت پر بشمول سیدنا علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہؓ کا اجماع ہے اور اسی طرح سیدنا عمرؓ کی خلافت پر بھی اجماعِ صحابہؓ ہے جو سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی نامزدگی کے باعث منعقد ہوئی اور پھر سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت بھی اجماع پر مبنی ہے۔ ان خلفاء ثلاثہ کے بعد سیدنا علیؓ کی خلافت کا درجہ ہے اور ان کی خلافت بھی خلافتِ راشدہ میں شمار ہوتی ہے اور آپ کا شمار خلفاء راشدین میں خلیفۂ رابع کی حیثیت میں ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس اجماعی عمل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا انعقاد صحابہؓ کے اس اجماعی عمل کا ثمرہ ہے۔ اور پھر ان خلفاء راشدین کے زمانۂ خلافت میں سیدنا علیؓ کے عمل اور تسلیم و انقیاد سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک بھی ان آئمہ رشد وھدیٰ کا دور خلافت شریعت کے واضح احوال پر مبنی تھا۔ لیکن روافض کا یہ اختراعی کلمہ یعنی "علی وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس اجماعی عمل کی نفی کرتا ہے۔ پھر مزید یہ کہ قرآن مجید کی نصوصِ صریحہ صحابہ کرام کی عدالت، عفت اور ان کے معیار حق ہونے پر حجت قاطعہ ہیں۔ لیکن روافض کا کلمہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو معاذ اللہ غاصب ثابت کرکے ان کی عدالت اور ان کے معیار حق ہونے کی نفی کرتا ہے۔ اس فرقہ کو کہ جس کا نام ہی اسلام کی نفی ہے، ملت اسلامیہ میں شمار کرنا کتنا جرم عظیم ہے۔

اور ضابطہ اخلاق کی شق نمبر ۱۵ میں ہے کہ

مشترکہ عقائد و نکات کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا۔

اس شق کے پیش نظر "ملی یکجہتی کونسل" کے اربابِ علم سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ روافض اور اہل سنت کے درمیان وہ کونسے مشترکہ عقائد ہیں کہ جن کی تبلیغ و اشاعت کا آپ اہتمام کریں گے۔ اساسی عقائد میں سے سب سے پہلے خداوند قدوس کی توحید کا عقیدہ ہے۔ لیکن روافض کے نزدیک تکوینی اور تشریعی امور میں آئمہ معصومین اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہیں..... تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا،

عقیدۂ رسالت بھی ان کے نزدیک وہ معتبر نہیں جو کہ اہل سنت کے نزدیک اساس ایمان ہے۔ اور تحریف قرآن کا عقیدہ تو ان کے نزدیک مسلمہ عقیدہ کی حیثیت میں ہے اور صحابہ کرام رضوان للہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ذواتِ قدسیہ کو جنکے ایمان پر ہمارے ایمان کی مدار ہے۔ روافض کے نزدیک وہ صرف دولت سے محروم نہیں بلکہ ظالم اور غاصب ہیں (العیاذ باللہ)

فلعمری لقد نافقا قبل ذالک وردّا علی اللہِ عزوجل ذکرہ کلامہ وھزیا برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وھما الکافران علیھما لعنۃ اللہ والملائکہ والناس اجمعین (کتاب الروضہ ص ٦٢ طبع لکھنؤ بحوالہ ارشاد الشیعہ ص ٢٩)

ترجمہ:۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ابوبکر وعمر اس سے پہلے ہی منافق تھے اور ان دونوں نے اللہ کے کلام کو رد کیا اور دونوں نے آنحضرت ﷺ سے استہزاء کی اور وہ دونوں کافر ہیں۔ ان پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ (العیاذ باللہ)

کیا "ملی بھگت" کے علماء اہل سنت اس ملعون تحریر کا سامنا کر سکتے ہیں؟

تتبع اور تفحص کے بعد صرف ایک ذات قدسی صفات سیدنا علیؓ کے متعلق اشتراک معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ بھی حقیقتاً اشتراک نہیں کیونکہ روافض کے نزدیک سیدنا علیؓ الوہیت کے پردے میں ہیں اور اہل سنت کے نزدیک یہ عقیدہ کفر ہے۔ روافض کے نزدیک وہ وصی رسول اور خلیفہ بلافصل ہیں اور یہ عقیدہ ان کے نزدیک ایمانیات میں داخل ہے، اسی لئے ان کا کلمہ اہل سنت کے کلمہ سے جدا ہے۔ لیکن اہل سنت کے نزدیک یہ عقائد مفتریات میں داخل ہیں اور امام مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے رسالہ ردّ رفض میں روافض کے وجوہات تکفیر میں اس امر کو بھی موجبات کفر میں شمار کرتے ہیں کہ شیعہ حضرت پیغمبر ﷺ کے بعد امام حق حضرت علی کو جانتے ہیں اور اس عقیدہ پر ہیں کہ امامت ان میں اور ان کی اولاد میں سے باہر نہیں جاتی اور اگر جاتی ہے تو محض ظلم و تعدی کے ذریعہ۔ یہ وہ حقائق ہیں کہ جن کی بنیاد پر ہمیں یقین کامل حاصل ہے کہ "ملی یکجہتی کونسل" میں جن علماء اہل سنت نے روافض کو ملت اسلامیہ کا حصہ تسلیم کر کے ان کو شامل کیا ہے انہوں نے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ